OPEN ACCESS
Al-Qālam القلم
P-ISSN:2071-8683; E-ISSN:2707-0077
Volume 28, Issue, 2, 2023
http://alqalamjournalpu.com/

اسلامی معیشت میں ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اور مفتی محمد تقی عثمانی کے فکری رجحانات کا تقابلی جائزہ

A comparative analysis of the intellectual tendencies of Dr. Najatullah Siddiqui and Mufti Muhammad TaqiUsmani in Islamic economy

Dr. Hafiz Nasir Ali,
International Postdoctoral Fellow IRI Islamabad / V.Assisitant Professor Department of Islamic Studies, Thal University Bhakkar.

Abstract

KEYWORDS:

Economy,
Islamic Methods,
Jurisprudence,
Finance,
Economics.

Date of Publication:

30-12-2023

Nowadays, the problem of economy has a fundamental position in the whole world. In view of this, contemporary scholars in the Muslim world have also made special efforts to build the modern economy on Islamic values. In particular, alternative 'Islamic methods of finance' to the usurious system were devised to create an economic system that avoided illegitimate aspects. On the subject of Islamic economics, many big names appeared in the Muslim world who presented the outline of alternative economics on a practical and applied level. Among these scholars, the names of Mufti Muhammad TaqiUsmani and Dr. Najatullah Siddiqui are prominent. He has done considerable work regarding Islamic economy. In order to cope with the economic challenges faced by the Muslim society in the modern world, these two scholars added significantly to the jurisprudence. He not only solved the detailed problems of the social level but also guided the scholars on the level of principles and rules. His work is appreciated and used all over the world.

عصر حاضر میں معیشت کے مسئلہ کو پوری دنیا میں ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے۔اسی کے پیش نظر مسلم دنیا میں معاصر علماء نے بھی جدید معیشت کو اسلامی اقدار پر استوار کرنے کے لیے خاصی کوششیں کی ہیں۔ بالخصوص سودی نظام کے متبادل 'اسلامی تمویلی طرق' کے خدوخال وضع کیے گئے تاکہ ایک ایسا معاشی نظام تشکیل دیا جاسکے جس میں غیر مجاز پہلوؤں سے اجتناب کیا گیا ہو۔

اسلامی معاشیات کے موضوع پر مسلم دنیا میں کئی بڑے نام سامنے آئے جنہوں نے عملی و تطبیقی سطح پہ متبادل معاشیات کا خاکہ پیش کیا۔ان علماء میں مفتی محمد تقی عثمانی اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نام نمایاں ہیں۔ انہوں نے اسلامی معیشت کے حوالے سے خاطر خواہ کام کیا ہے۔جدید دنیا میں مسلم سماج کو معیشت کے موضوع پر چیلنج درپیش آئے اس سے نبرد آزما ہونے کے لیے ان دونوں علماء نے فقہی ذخیرے میں قابل قدر اضافہ کیا۔نہ صرف سماجی سطح کے جزئیاتی مسائل کو حل کیا بلکہ اصول و قواعد کی سطح پر بھی علماء کی رہنمائی کی۔ان کے کام کو پوری دنیا میں سراہا جاتا ہے اور اس سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

ان دونوں علماء کے کام کی اسی اہمیت کے پیش نظر اس بات کی ضرورت تھی کے اس کو بحث و تمحیص اور تحقیق کا موضوع بنایا جائے کہ ان کے فقہی تناظر کی منہج و مسائل کے اعتبار سے کیا کیا خصوصیات ہیں۔

تمہید: اسلامی معیشت کی تعریف و ماخذ

مادیت کا فلسفۂ حیات اور اسلام کا فلسفۂ حیات آپس میں متضاد ہیں، لیکن چونکہ انسان دونوں میں مشترک عامل ہیں اس لیے انسانوں کی ترقی، تربیت، ضرورت کے لیے کیے گئے اقدامات میں جزوی مماثلت ہونا بدیہی ہے۔ لیکن دونوں کے مابین مماثلت کے باوجود اہداف کے مابین فرق پایا جاتا ہے۔

جزوی فرق اور اختلاف کے باجود ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک انسان نے اپنی عملی زندگی کی بنیاد جن نظریات پر رکھی ہے، وہ دو ہی ہیں[1]:

1- مادی نظریہ حیات

2- اخلاقی نظریہ حیات

مادی نظریہ حیات کے مطابق اس کائنات میں انسان کی حیثیت محض ایک حیوانی وجود کی ہے جس کا مقصد اپنی جبلی احتیاجات کی تسکین کے سوا کچھ نہیں۔ وہ معاشرتی زندگی میں قواعد وضوابط اور اقدار کا جو بھی سانچہ بناتا ہے وہ اسی مقصد کے حصول کو یقینی بنانے کے لیے ہوتا ہے[2]۔ "اس نظریہ حیات کا منطقی تقاضا یہ ہے کہ ہر فرد اپنی ذات کے لیے رہے اور زیادہ سے زیادہ لذت وآسائشاتِ نفس کا حصول ہی اس کا ہدف بن جائے۔ اس فکر سے جو معاشرہ وجود میں آئے گا اس میں افراد کی جارحانہ خود غرضی اور بے رحم مسابقت سایہ فگن ہو گی"[3]۔

جبکہ مادی نظریہ حیات کے برعکس اخلاقی نظریہ حیات کائنات اور انسان کے بارے میں ایک الگ نقطہ نظر پر مبنی ہے۔ اس کے نزدیک ہمارے گردوپیش میں پھیلی ہوئی وسیع وعریض کائنات خود بخود یا کسی حادثہ کے نتیجے میں وجود میں نہیں آگئی بلکہ یہ ایک قادرِ مطلق کی کاری گری ہے[4]۔

اسلامی معاشیات کی تعریف

علمائے معاشیات نے اسلامی معاشیات کی مختلف تعریفات کی ہیں جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

عبداللہ بن عبدالمحسن الطریقی کے مطابق:

"نظام الاقتصاد الإسلامي هو نظام يرتبط بالعقيدة والشريعة الإسلامية."[5]

(اسلامی معاشیات ایک ایسا نظام ہے جو اسلامی عقیدے اور شریعت کے اصولوں پر مبنی ہے۔)

ڈاکٹر سعد بن حمدان لکھتے ہیں:

"النظام الاقتصادي الإسلامي مجموعة من الإرشادات التي تساعد على التحكم في السلوك الاقتصادي بشكل خاص في مجالات الإنفاق والادخار۔"[6]

(اسلامی معاشیات کا نظام ان رہنما اصولوں کا مجموعہ ہے اقتصادی معاملات میں فیصلے کرنے، بالخصوص انفاق اور جمع کرنے کے مجالات میں معاونت فراہم کرتا ہے۔)

حسن الزمان اسلامی معاشیات کی تعریف کے ذیل میں رقمطراز ہیں:

"اسلامی معاشیات وہ علم ہے جس میں اسلامی اصولوں کا اطلاق ہوتا ہے، جو ناانصافی کے ذریعے مادی وسائل کے حصول کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور مادی وسائل کے استعمال کو اس انداز میں منضبط کرتے ہیں کہ انسان اپنی ضروریات کی تسکین کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی اور سماج کی طرف سے عائد کردہ فرائض کی ادائیگی کر سکے۔"[7]

یعنی کہ اسلامی مالیاتی شعبے میں ہر طرح سے شفافیت ہونا لازمی ہے۔ اس میں کوئی ایسے خلا موجود نہ ہو کہ جن کی بنیاد پر لوگ ذاتی مفادت کے حصول کے لیے ناانصافی کے ذرائع کا استعمال کر سکیں، یا اللہ تعالی کی طرف سے فرض کردہ اصول ضوابط کو پس پشت ڈالا جاسکے۔ ان سب تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی معاشیات اسلام کے اقتصادی نظریہ کا نام ہے جس میں معاشی زندگی کی تنظیم کا اسلامی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی معاشیات ان تمام اصولوں کا مجموعہ ہے جنہیں ہم قرآن وسنت سے حاصل کرتے ہیں اور اس معاشی بناء کا نام ہے جو ہر ماحول اور ہر زمانہ کی ضروریات کے مطابق ان اصولوں کی روشنی میں قائم کیے جاتے ہیں۔

اسلامی معیشت میں مفتی تقی عثمانی کے فکری رجحانات

مفتی تقی عثمانی کے ہاں اسلامی معاشیات

مفتی تقی عثمانی کی کتب میں اسلامی معاشیات کے ضمن میں کئی پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے، جن میں مختلف نظام ہائے معیشت کے خصائص اور ان پر تبصرہ، مختلف معاشی نظاموں میں دولت کی پیداوار و تقسیم کے ذرائع، کاروبار کی متنوع اقسام، کرنسی، نظامِ زر، تمویل کے طریقے، اسلام کے طریقہ ہائے تمویل، اور انشورنش، وغیرہ جیسی مباحث نمایاں ہیں۔ البتہ مجموعی طور ان مباحث کی شرح و تفصیلات ان چند کتب میں ملتی ہیں جن کا موضوع عمومی طور پہ معیشت ہے (جیساکہ اسلام اور جدید معیشت وتجارت، ہمارا معاشی نظام اور انگریزی کی کتابAnIntroduction to Islamic Finance)۔ جبکہ مفتی تقی عثمانی کی زیادہ تر کتب مخصوص موضوعات پر ہیں جن میں کسی ایک موضوع پر کلام کیا گیا ہوتا ہے۔ ان کی کتب کا مجموعی تجزیہ بتاتا ہے کہ ان کے ہاں کثرت کے ساتھ جن موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے وہ یہ ہیں:

1- نظامِ تمویل اور اسلامی طریقہ ہائے تمویل

2- متبادل بینکاری کے اصول واقدار

3- رِبا کا تصور اور سرمایہ دارانہ نظام میں دولت کی پیداوار و تقسیم۔

لہذا زیر نظر مقالہ میں مجموعی خصائص پر ایک نظر آخر میں ڈالی جائے گی، جبکہ ابتدائی طور پہ انہی مؤخر الذکر موضوعات پر کلام کیا گیا ہے جو مفتی تقی عثمانی کے ہاں کثرت کے ساتھ ملتے ہیں۔

نظام تمویل

مفتی تقی عثمانی سمیت عالم اسلام کے جمہور فقہاء کا موقف یہ ہے کہ موجودہ سودی بینکاری نظام در حقیقت ما قبل اسلام یہودی مہاجنوں کے سودی لین دین کا تسلسل ہے جس نے زمانے کے تقاضوں کے مطابق یہ نئی شکل بینکاری نظام کی صورت میں اختیار کی ہے۔

بینک کا تعلق دو طرفہ ہوتا ہے، ایک طرف تو وہ امانتیں رکھوانے والے افراد (depositors) کا امین بنتا ہے اور دوسری طرف وہ ان امانتوں کو سرمایہ داروں، صنعت کاروں اور کارخانہ داروں کو دے کر ان سے سود وصول کرتا ہے اور اس کو تمویل (financing) کہا جاتا ہے[8]۔ اسلامی احکام میں لین دین کے کئی ایسے طریقے ہیں جن سے موجودہ دور کی بینکاری نظام میں تمویل کے مقاصد سود کی آمیزش کے بغیر بحسن وخوبی حاصل کیے جاسکتے ہیں اور ان کے حوالے سے مفتی تقی عثمانی نے معیشت پر تصنیف کی گئی اپنی کتب میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔

اسلام کے طریقہ ہائے تمویل

مفتی تقی عثمانی نے اسلامی احکام میں لین دین کے ان طریقوں پر بحث کی ہے جن سے موجودہ دور کی بینکاری نظام میں تمویل کے مقاصد سود کی آمیزش کے بغیر بحسن وخوبی حاصل کیے جاسکتے ہیں اور جن کے متعلق پاکستان کی ''اسلامی نظریاتی کونسل'' نے بھی بلاسود بینکاری کے سلسلے میں اپنی سفارشات حکومت پاکستان کو پیش کیں۔ مفتی تقی عثمانی نے اسلامی طرق ہائے تمویل کے حوالے سے کئی مباحث اٹھائی ہیں جن میں ان اصطلاحات کی تعریف سے لے کر تمام جزئیات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ان میں یہ موضوعات نمایاں ہیں:[9]

1۔ شرکت و مضاربت

2۔ پٹہ داری (leasing)

3۔ سرمایہ کاری بذریعہ نیلام کاری

4۔ ملکیتی کرایہ داری

5۔ مرابحہ اور اجارہ

شرکت و مضاربہ، سود کا حقیقی متبادل

فقہاء کی متفقہ رائے ہے کہ بینک سود کے ذریعے منافع کماتے ہیں۔اس لیے جب مسلم دنیابشمول پاکستان میں یہ بحث شروع ہوئی کہ اس کے متبادلات کو تلاش کیاجائے کہ جن کے توسط سے منافع کمایاجاسکے تواس کے لیے یہ فتاوی سامنے آئے کہ وہ متبادلات 'مشارکہ و مضاربہ' ہیں۔[10] مشارکہ میں چونکہ یہ ہوتا ہے کہ تمام حصہ دار سرمایہ اور محنت لگاتے ہیں جبکہ بینک کے معاملات میں کچھ لوگ سرمایہ دیتے ہیں اور کچھ محنت کرتے ہیں، تواس لیے عملی طور پہ مشارکہ کی حیثیت کارگر نہیں ہوتی اور زمینی سطح پہ مضاربہ کو ہی سود کا اصل متبادل خیال کیا جاتا ہے۔[11]

مفتی تقی عثمانی نے معیشت پر لکھی گئی اپنی کتب میں اسی فکر پر زور دیاہے کہ بینک کے سود کا متبادل شرعی لحاظ سے شرکت و مضاربہ ہیں۔[12]

اسلامی معیشت میں مفتی ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے فکری رجحانات

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کا شمار عصر حاضر کے ان علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے اسلامی معاشیات کی بنیادوں پر بہت زیادہ کام کیاہے۔انہوں نے بالخصوص، اسلامی تمویل کے جدید طریقوں، اسلامی ملکیت کے اصول، سود، بینکنگ کے نظام اور انشورنش جیسے امور پر وقیع کتب تصنیف کی ہیں۔

انہوں نے اسلامی معاشیات پر جو کام کیاہے تصورات کے لحاظ سے وہ تقریباًاسی نوعیت کا ہے جیسا مفتی تقی عثمانی کا ہے۔یعنی کہ اسلامی تمویل کے طریقوں ، بینکنگ، انشورنش، ربا وغیرہ جیسے مسائل میں انہوں نے جو بنیادیں فراہم کی ہیں وہ ملتی جلتی ہیں۔

اپنی کتاب مقاصد شریعت میں اسلامی معاشیات کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اسلامی معاشیات ان وسائل کے علم کا نام ہے جنہیں انسان اس (مال یا معاش یا ذرائع معاش) سے استفادہ کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے جس میں اسے (اللہ کریم کی طرف سے) امین و نگران بنایا گیا ہے، تاکہ اس طرح شریعت کے مقررہ نہج (طریقہ) کے مطابق فرد اور معاشرہ کی (معاشی) حاجات کی تکمیل ہو''۔[13]

تمویل:(financing)

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی نے اسلامی تمویل کے ضمن میں متعدد مقامات پر بینکنگ کے مروجہ نظام پر بحث کی ہے اور واضح کیا ہے کہ یہ غیر اسلامی طریقہ ہے۔ان کے مطابق موجودہ نظام کے تحت بینک تجارتی ادارہ نہیں ہوتا ہے وہ لوگوں کی بچتیں جمع کر کے کثیر سرمایہ اکٹھا کرتا ہے اور پھر یہ سرمایہ صنعت و تجارت میں سرمایہ کاری(financing) پر سرمایہ داروں کو دیتا ہے وہ بینک کو اس سرمائے پر مقررہ شرح سے سود ادا کرتے ہیں اور اپنے منصوبوں کو جاری رکھتے ہیں۔

اس کی بنیاد بھی سود پر ہے اور اسلام میں سود کی حرمت ایک مسلمہ حقیقت ہے اس لیے شرعی نقطہ نظر سے تمویل کے موجودہ طریقہ کار کے متبادل کے طور پر اسلام میں کئی اور طریقے ہیں جو کہ سود کی لعنت سے بالکل مبرا ہیں۔[14]

لیکن اس کے ساتھ ہی **انہوں نے سودی بینکاری کے متبادل پر مباحث کے ضمن میں جن چیزوں کو واضح کیا ہے ان کا خلاصہ یہ ہے:**[15]

1۔سودی بینکاری کا متبادل تلاش کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ بینک جو کام جس انداز سے کر رہا ہے وہی کام پھر بھی اسی انداز سے ہو گا۔ اگر بات یہی ہوتی تو پھر متبادل کی کیا ضرورت تھی۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے وہ امور جو شریعت کے خلاف ہیں اور ان کو شریعت کے مطابق نہیں ڈھالا جا سکتا ان کو ختم کر دیا جائے اور جن کو ترمیم اور ضروری تبدیلیوں کے عمل میں لانے سے شریعت کے مطابق بنایا جا سکتا ہے ان کو اسی نوعیت کے مطابق تبدیل کیا جائے۔

2۔ چونکہ سود کی ممانعت کا اثر تقسیمِ دولت (distribution of wealth) کے پورے نظام پر پڑتا ہے اس لیے اس سے یہ توقع رکھنا عبث ہو گا کہ اس تبدیلی کے بعد تمام متعلقہ فریقوں کے نفع کا تناسب وہی ہو گا جو اس وقت سودی نظام میں ہے بلکہ اگر اسلامی احکام کو ٹھیک ٹھیک روبعمل لایا جائے تو اس تناسب میں بڑی بنیادی تبدیلیاں عمل میں آجائیں گیبلکہ یہی تبدیلیاں حقیقی اسلامی معاشرے کے لیے اسلام میں مطلوب بھی ہیں۔

3۔ اسلامی احکام کی رو سے بینک ایسے ادارے کی حیثیت میں باقی نہیں رہ سکتا جس کا کام صرف روپے کا لین دین ہو۔ اس کی بجائے اسے ایک ایسا ادارہ بنانا پڑے گا جو بہت سے لوگوں کی بچتوں کو اکٹھا کر کے ان کو براہ راست کاروبار میں لگائے اور وہ سارے لوگ جن کی بچتیں اس نے جمع کی ہیں، براہ راست اس کاروبار کا حصہ بنیں اور اس کا نفع و نقصان اس کاروبار کے نفع و نقصان سے وابستہ ہو جو ان کے سرمائے سے بالآخر انجام دیا جارہا ہے۔ لہذا سودی بینکاری کے متبادل جو انتظام تجویز کیا جائے گا اس پر یہ اعتراض نہ ہونا چاہیے کہ بینک نے اپنی سابقہ حیثیت ختم کر دی ہے اور وہ بذات خود ایک تجارتی ادارہ بن گیا ہے کیونکہ اس کے بغیر وہ ضرورت پوری نہیں ہو سکتی جس کی وجہ سے متبادل نظام کی تلاش کی جارہی ہے۔[16]

البتہ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اپنی کتب اور مقالات میں بارہا اس امر کا تذکرہ کرتے ہیں کہ بینکنگ کا موجودہ اسلامی نظام جن بنیادوں پر قائم کیا گیا ہے وہ اس نوع کی ٹھوس نہیں ہیں کہ انہیں ہمیشہ انہی پر چلایا جاتا رہے۔ بلکہ اس کے لیے مزید فکری کوششیں درکار ہیں۔ اس لیے کہ یہ زیادہ تر رخصتوں پر قائم ہے اور بہت سی مجبوریوں کے سبب ان پر انحصار کیے ہوئے ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:

"ایک عملی ضابطہ حیات ہونے کے ناطے اسلام میں احکام کے دو سیٹ ہیں، پہلا شریعت کے اہداف پر مبنی ہے جس پر معمول کے حالات میں عمل کیا جاسکتا ہے، دوسرا بعض رعایتوں اور سہولتوں پر مبنی ہے جو غیر معمولی حالات میں دی جاتی ہیں، اصل اسلامی نظام تو اول الذکر اصولوں پر مبنی ہے جبکہ موخر الذکر ایک رخصت ہے جسے ضرورت کے موقع پر استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن اس سے اسلامی نظام کی اصل تصویر سامنے نہیں آتی۔ مجبوریوں اور پابندیوں میں

رہنے کی وجہ سے عموماً اسلامی بینک دوسرے قسم کے احکام پر انحصار کرتے ہیں، اس لئے ان کی سرگرمیاں ان کے عمل کے محدود دائرے میں بھی کوئی واضح تبدیلی نہیں لا سکتیں۔ البتہ اگر پورا فائنانسنگ سسٹم مثالی اور اسلامی قواعد پر مبنی ہو تو یقیناً معیشت پر اس کے نمایاں اثرات مرتب ہونگے۔"[17]

البتہ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی یہ واضح کرتے ہیں کہ غیر سودی بینکاری کے حقیقی ثمرات تبھی حاصل کیے جاسکتے ہیں اور اسے تبھی کامیاب بنایا جاسکتا ہے جب ملک میں قانونی طور پہ سود کو حرام اور ممنوع قرار دیا جائے گا۔

"یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ جس بھی معاشرے میں غیر سودی بینکاری کے فروغ کا معاملہ درپیش ہو، وہاں اس متبادل نظام کو کامیابی سے چلانے کے لیے ضروری ہے کہ سرکاری سطح پر سود پہلے ہی ممنوع ہو اور اسے ایک قابل سزا جرام تصور کیا جاتا ہو۔ اگر ایسا نہیں ہو گا اور یہ قانون ٹھیک طرح لاگو نہیں ہو گا تو وہاں اس امر کا امکان باقی رہتا ہے کہ بعض لوگ اپنے انفرادی منافع اور مفادات کے لیے اجتماعی مفاد کو نقصان پہنچائیں گے"۔[18]

وہ کہتے ہیں کہ اگر کسی مسلم ملک میں یہ ہو کہ کہ ریاست بینکوں کو قومیا لیتی ہے تب بھی مروجہ بینکاری کے ساتھ وابستگی اور اس سے منافع کمانا ناجائز ہو گا، کیونکہ سود کی ممانعت افراد کے لیے بھی ہے اور ریاستوں کے لیے بھی۔

"بینکنگ کا مجوزہ نظام اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ افراد کو بینک قائم کرنے اور انہیں ذاتی منفعت کے لیے چلانے کی آزادی ہو گی، یعنی بینکنگ کو قومی ملکیت نہیں قرار دیا جائے گا۔ لیکن اگر کسی زمانہ میں کسی ملک میں اسلامی ریاست اجتماعی مفادات و مصالح کا تقاضا یہ سمجھے کہ بینکنگ کا پورا نظام ریاست کے ہاتھوں میں ہونا چاہیے تو بھی مجوزہ نقشہ میں کسی بنیادی ترمیم کی ضرورت نہیں ہو گی۔ سود کا لینا اور دینا جس طرح فرد اور فرد کے درمیان حرام ہے اسی فرد اور حکومت کے درمیان بھی حرام ہے۔ شریعت نے اس بارے میں کوئی تفریق نہیں کی ہے، نہ کوئی استثناء کیا ہے۔ اسلام کی طویل تاریخ میں کبھی بھی اسلامی حکومت کے لیے اپنے شہریوں سے سودی لین دین کو جائز نہیں قرار دیا گیا ہے۔"[19]

مفتی تقی عثمانی اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے ہاں مشترک مباحث

مفتی تقی عثمانی کے ہاں اسلامی معیشت پر مباحث کا تناظر

مفتی تقی عثمانی کی اسلامی معیشت پر تصنیف کردہ کتب کے مضامین و خصائص کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ ان کے ہاں روایتی فقہی موضوعات پر بھی کافی کچھ لکھا گیا ہے جس کا عکس 'فقہ البیوع عند الائمہ الاربعہ'[20] میں نظر آتا ہے۔اس کے ساتھ ان کی اسلامی معیشت کے حوالے سے جو زیادہ شہرت ہے، وہ جدید اقتصادی مسائل پر ان کی آراء ہیں جن کے عملی اطلاقات بھی موجود ہیں جس کی سب سے بڑی مثال بینکنگ کا مخصوص نظام ہے جو اسلامی اصول وضوابط پر قائم کیا گیا ہے (اگرچہ اس ضمن میں کئی آراء پر علماء کے ایک وسیع حلقے کو تحفظات بھی ہیں۔)

مفتی تقی عثمانی کی کتب کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی معاشیات کے ضمن میں جو مباحث و خصائص زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں وہ یہ ہیں:

1- معاشیات غیر اقداری علم نہیں

مفتی تقی عثمانی نے اقتصادیات کے موضوع پر جتنی کتب تصنیف کی ہیں ان میں کثرت کے ساتھ اسلامی معیشت کو معاصر سرمایہ دارانہ اور دیگر اقتصادی نظاموں سے ممتاز قرار دیا ہے، اور اس کے ساتھ ہی یہ واضح کیا ہے کہ معیشت لبرل سرمایہ دارانہ نظام کی طرح غیر اقداری علم نہیں ہے۔ اس حوالے سے ان کا زور اس پر بھی ہے کہ جدید معاشی مسائل میں جو شرعی حل تجویز کیے گئے ہیں وہ نہ تو مغرب کی نقل ہیں اور نہ وہ کسی بھی طرح غیر اسلامی ہیں۔ بالخصوص اسلامی بینکنگ پر بات کرتے ہوئے انہوں نے جگہ جگہ اس تاثر کو اجاگر کیا ہے۔ مثال کے طور پہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''اسلام منڈی کی قوتوں (طلب ورسد) اور مارکیٹ اکانومی کا منکر نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ذاتی منافع کا محرک بھی ایک معقول حد تک قابل قبول ہے۔ ذاتی ملکیت کی بھی اسلام میں بالکلیہ نفی نہیں کی گئی۔ اس کے باوجود اسلامی اور سرمایہ دارانہ معیشتوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ لادین سرمایہ درانہ نظامِ معیشت میں ذاتی ملکیت اور ذاتی منافع کے محرک کو معاشی فیصلے کرنے کی بے لگام طاقت اور لامحدود اختیارات دیے گئے ہیں اور ان کی آزادی کو کسی قسم کی دینی تعلیمات کے ذریعے کنٹرول نہیں کیا گیا۔[21]''

2- بینکنگ کے نظام پر مباحث

مفتی تقی عثمانی کی اسلامی معیشت پر لکھی گئی کتب میں مباحث کا ایک اور تناظر جو کثرت کے ساتھ محسوس کیا جاسکتا ہے وہ بینکنگ کے نظام کا تجزیہ ہے۔ اس کے ضمن میں انہوں نے غیر اسلامی اور سودی نقطہ نظر پر جامع تنقیدات کی ہیں۔ ان عصری ڈھانچوں پر بحث کے دوران ایک خصوصیت یہ نظر آتی ہے کہ وہ معاصر علمائے کرام اور فقہاء کے حوالے بھی دیتے ہیں۔ بینکنگ کے نظام پر جن موضوعات کو محور بنایا گیا ہے وہ یہ ہیں:[22]

1- غیر شرعی حیلوں کی اقسام اور ان کی حیثیت۔

2- شرکت و مضاربہ کی تفصیلات و اطلاقات۔

3- مرابحہ کا عملی طریقِ کار اور سُود سے اس کا اختلاف۔

4- ذاتی ملکیت، ذاتی منافع اور حکومت کی عدم مداخلت کے سرمایہ دارانہ اصولوں کی تحلیل۔

3- مقاصدِ شریعت اور عصری تقاضے

مفتی تقی عثمانی نے جن مقامات پر جدید معاشی مسائل پر گفتگو کی ہے، بالخصوص متبادل اسلامی معاشی ڈھانچے کے ضمن میں، وہاں انہوں نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ یہ اجتہادات ہیں اور وقت کے ساتھ اس ڈھانچے میں بہتری کی

گنجائش ہے۔ ان کے مطابق یہ رعایتی اصولوں پر مبنی ہے کیونکہ یہ ایک مجبوری ہے کہ عصری تقاضوں کی وجہ سے ایک متبادل نظام پیش کیا گیا ہے۔ یہ حتمی نہیں بلکہ اس پر بحث کی گنجائش موجود ہے۔ مثال کے طور پہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''ایک عملی ضابطہ حیات ہونے کے ناطے اسلام میں احکام کے دو سیٹ ہیں۔ پہلا شریعت کے مثالی اہداف پر مبنی ہے جس پر معمول کے حالات میں عمل کیا جاسکتا ہے، دوسرا بعض رعایتوں اور سہولتوں پر مبنی ہے جو غیر معمولی حالات میں دی جاتی ہیں۔ اصل اسلامی نظام تو اول الذکر اصولوں پر ہی مبنی ہے جبکہ مؤخر الذکر ایک رخصت ہے جسے ضرورت کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے لیکن اس سے اسلامی نظام کی اصل تصویر سامنے نہیں آتی۔ مجبوریوں اور پابندیوں میں رہنے کی وجہ سے اسلامی بینک دوسرے قسم کے احکام پر انحصار کرتا ہے۔[23]''

وہ صراحت کرتے ہیں کہ اس نظام میں حیلوں کو استعمال کیا گیا ہے:

''اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ رِبا سے بچنے کے لیے اگر کوئی جائز حیلہ کیا جائے تو اس کو فقہائے حنفیہ نے جائز قرار دیا ہے۔ غیر سودی بینکاری میں کوئی ایسا حیلہ نہیں ہوتا جسے عینہ کہا جاسکے۔[24]''

4- مختلف نظامہائے معیشت کا موازنہ

مفتی تقی عثمانی کی اسلامی معیشت پر لکھی گئی کتب میں ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ ان میں مختلف نظامہائے معیشت پر بھی بحث کی گئی ہے۔ انہوں نے سرمایہ دارانہ نظام کی خامیوں پر تفصیل کے ساتھ لکھا ہے، اسی طرح سوشل ازم کی جزئیات پر بھی بات کی ہے۔ اور ان دونوں نظاموں کو غیر منصفانہ قرار دیا ہے۔ سوشل ازم کے حوالے سے مذہبی طبقے کے اندر بھی کچھ آوازیں ایسی ہیں جو اسے اسلام کا لبادہ پہنانے کی حامی ہیں۔ مفتی تقی عثمانی ان تمام نظریات کو دلائل کی بنیاد پر مسترد کرتے ہیں۔ ان کا استدلال صرف دینی حوالے سے ہی نہیں ہے بلکہ وہ عقلی، سماجی اور علم الاقتصاد کی بنیادوں پر اس کارد کرتے ہیں۔[25]

مفتی تقی عثمانی معیشت پر لکھی گئی اپنی تمام کتب میں اسلامی تمویل کا مروجہ معاشی نظام کے ساتھ موازنہ کرتے ہیں اور قرآن وسنت و دیگر شرعی پابندیوں کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

اسلامی تمویل کے طرق کی تفصیلات وجزئیات

مفتی تقی عثمانی نے اسلامی تمویل کے تمام طریقوں پر کھل کر کلام کیا ہے اور بتایا ہے کہ کونسے طریقے بہتر ہیں اور کن میں بعض مسائل کا سامنا ہو سکتا ہے۔ انہوں نے مضاربت کو بہتر متبادل کے طور پہ پیش کیا ہے اور تمویل کے جن طرق پر تحفظات تھے ان کو بھی بیان کیا ہے۔ مثلا اجارہ سے متعلق انہوں نے بتایا ہے کہ یہ اسلامی تمویل کا بنیادی اور مستقل ذریعہ نہیں ہے لیکن اس میں کچھ ردوبدل کر کے اسلامی بینک کے حوالے کر دیا گیا ہے لیکن اس احتیاط کے ساتھ کہ اسلامی بینک احتیاط سے کام چلائیں ورنہ اس میں اور سود میں بڑی مشابہت ہے۔[26]

بلکہ مفتی تقی عثمانی نے ایک جگہ مرابحہ کے بارے میں بھی فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ محض حیلہ ہے۔یعنی ایک بنیادی ومستقل ذریعہ نہیں۔[27]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے ہاں اسلامی معیشت پر مباحث کا تناظر

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کا شمار ان نمایاں اہل علم میں ہوتا ہے جنہوں نے اسلامی معیشت کے عصری خدوخال پر سب سے پہلے کام شروع کیا۔ ان کے ہاں جن موضوعات کو زیادہ اہمیت حاصل ہوئی وہ وہی ہیں جو مفتی تقی عثمانی کے ہاں ملتے ہیں۔ البتہ چند امور ایسے بھی ہیں جن میں ایک گونہ تفاوت محسوس کیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے ہاں اسلامی معیشت کے حوالے سے جو خصائص نظر آتے ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

اسلامی تمویل کے خصائص اور سرمایہ دارانہ نظام پر تنقید

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اور مفتی تقی عثمانی، دونوں حضرات اہل علم کے ہاں سرمایہ دارانہ نظام پر کھلی تنقید ملتی ہے۔ اس میں سب سے زیادہ جس چیز کو نمایاں کیا جاتا ہے وہ دولت کی پیداوار اور تقسیم کے حوالے سے ناہمواری کا مسئلہ ہے۔اسی کے ذیل میں سود کی خامیاں بھی ذکر ہوتی ہیں۔مثال کے طور پہ ایک جگہ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی لکھتے ہیں:

''اسلام نے انسانی عزوشرف پر زور دے کر رنگ و نسل، زبان و مذہب، یا جائے پیدائش کو اونچ نیچ کی بنیاد بنانے کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ مگر سماجی مساوات بے معنی رہ جائے اگر سماج میں معاشی ناہمواری موجود ہو بلکہ مسلسل بڑھتی جارہی ہو۔ معاشی امور میں اسلام حرفی مساوات کا قائل نہیں۔ انسانوں کے درمیان دولت اور آمدنی کی تقسیم میں فرق کو وہ تسلیم کرتا ہے اور اسے مٹا کر سب کو برابر لانا اس کے ایجنڈے میں داخل نہیں ہے۔ البتہ انسانوں کی صلاحیتوں میں جو فرق پایا جاتا ہے اور کاروبار حیات کو سنبھالتے وقت لوگوں کے مال و املاک میں جتنا فرق ہوتا ہے اس کی وجہ سے وقت گزرنے کے ساتھ دولت اور ناہمواری بڑھتی جاتی ہے۔ اس رجحان کو آزاد چھوڑ دینا اسلام کے تصور حیات کے منافی ہے۔ اسلام اس رجحان کی روک تھام کرتا ہے اور اس بات کا اہتمام کرتا ہے کہ دولت صرف امیروں کے درمیان گردش نہ کرتی رہے بلکہ سب لوگوں کو ملے۔''[28]

یہی چیز مفتی تقی عثمانی کے ہاں بھی کثرت کے ساتھ ملتی ہے، جیسا کہ ذکر ہو چکا۔

سوشل ازم کے حوالے سے قدرے نرم نقطہ ظر

مفتی تقی عثمانی اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، دونوں کے ہاں مروجہ معاشیات پر تنقید ملتی ہے۔ مفتی تقی عثمانی نے معاشیات پر تصنیف کردہ اپنی زیادہ تر کتب کی شروعات میں سرمایہ دارانہ نظام اور سوشل ازم پر کھل کر تنقید کی ہے۔ یہی چیز ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے ہاں بھی ملتی ہے کہ وہ ان دونوں نظاموں پر اسلامی نظام کو ترجیح دیتے ہیں۔ البتہ ڈاکٹر نجات اللہ سوشل ازم پر سخت تنقید نہیں کرتے۔مثال کے طور پہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

”اس وقت ہمارا سب سے بڑا معاشی مسئلہ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ہے، عوام کی سب سے اہم اور معقول شکایت یہ ہے کہ ملک کی معاشی ترقی سے چند گنے چنے خاندان نہال ہو رہے ہیں، اور عام آدمی فکر و افلاس کا شکار ہے، سرمایہ دارانہ نظام کی ستائی ہوئی دنیا کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لیے آج کل ”سوشلزم“ کا نسخہ پیش کیا جارہا ہے، لیکن ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس صورت حال کا علاج سوشلزم کے پاس نہیں ہے، اور یہ علاج صرف اور صرف اسلام کے پاس ہے“[29]۔

اسلامی بینکاری کے کاروباری طرق پر تحفظات

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے ہاں اسلامی بینکاری کے حوالے سے کہیں کہیں ہلکے پھلکے ایسے شارات ملتے ہیں جن میں یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ اسلامی بینکاری کے موجودہ ماڈل سے اتنے مطمئن نہیں اور وہ اس میں مزید بہتری کے خواہاں ہیں:

”جب اسلامی بینکنگ کی شروعات کی گئیں تو شروع میں اس کی بنیاد خالصتاً مضاربت کے اصولوں پر رکھی گئیں۔ مگر اس شکل میں کچھ شکلوں کے اندر رِسک بھی ہوتے ہیں اس لیے ایسی کسی بھی پر خطر صورتحال سے بچنے کے لیے ایسی صورتیں اختیار کرلی گئیں کہ جن میں نفع تقریباً یقینی ہو اور اس منافع کی شرح بھی پہلے سے ہی معلوم ہو۔ یہ اصل میں بیع المرابحہ کی شکل تھی۔ جب ایسی شکلیں اختیار کرلی گئیں تو اس سے اسلامی بینکنگ کو عوام میں پذیرائی ملنے لگی۔ لہذا بیع المرابحہ، اجارہ منتہیہ بالتملیک، متوازی سلم، صکوک اور تورق جیسے طریقوں کے استعمال سے اب موجودہ بینکنگ وہ نہیں رہی ہے جو گزشتہ صدی کی پچاس اور ساٹھ کی دہائی میں تھی“۔[30]

مرابحہ مؤجلہ کو سودی بینکاری کے متبادل کی فہرست سے نکالنے کی تجویز

اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی ایک رپورٹ میں مرابحہ مؤجلہ کو سود کا ثانوی متبادل قرار دیا تھا۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی نے رپورٹ پر جو تبصرہ کیا اس میں یہ الفاظ بھی تھے:

I am afraid however, that in practice it will become a cover for continuing the present intrest based transactions. For all practical purposes it will be as good for the banks as lending on a fixed rate of intrest. I would prefer bai Muajjala is removed from the list of permissible methods altogether.[31]

(مجھے خدشہ ہے کہ یہ بیع موجودہ سود ہی جیسا کردار ادا کرے گی اور اس کی حیثیت بالکل قرضوں پر سود جیسی ہوگی۔ چنانچہ میری ترجیح ہے کہ اس بیع مرابحہ مؤجل کو سرے سے متبادل اساس کی فہرست سے نکال دیا جائے۔)

اسلامی تمویل میں زیادہ تر کاروبار حیلوں پر

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اسلامی تمویل میں مضاربہ اور مشارکہ کو اساسی طرق قرار دیتے ہیں اورر تمویل کے لیے مزید بہتر کوششیں بروئے کار لانے کا مشورہ بھی دیتے ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک عملاً اسلامی بینکوں میں زیادہ تر کاروبار ان طرق کی بجائے دیگر حیلوں کی بنیاد پر ہو رہا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ اور اس کا ذمہ دار وہ ایک حد تک علماء کو بھی ٹھہراتے ہیں۔ ایک جگہ رقم طراز ہیں:

Infact they (Islamic Banks) have been increasingly pushed into doing so by shariah scholars who found them using these contractual forms to ensure predetermined returns on the funds involved often through such dubious practices as buy back and mark-down.[32]

(اسلام بینک جو متبادلات استعمال کر رہے ہیں یہ شریعہ سکالرز کی ہمت افزائی ہی کی وجہ سے ہے جو مختلف معاہدات بنا کر ان کو دے رہے ہیں تاکہ ان کو ایک متعین رقم ملتی رہے جو بالعموم بیع عینہ اور مارک ڈاؤن وغیرہ جیسے حیلوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔)

مضاربہ اصل متبادل مگر ہر صورت میں مؤثر نہیں

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے ہاں مضاربہ اصل متبادل تو ہے لیکن وہ کئی مقامات پر کہتے ہیں کہ یہ ہر شکل میں کام نہیں کرے گا اس لیے اسلامی تمویل کو مزید ٹھوس بنیادوں پر کھڑا کرنے کے لیے کوششیں کرنی ہوں گی۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ تبصرہ کے ذیل میں فرماتے ہیں:

Once we agree on the profit-sharing arrangement to be the chief alternative, it is advisable to provide catagoicaly that any other method should be used only where the profit-sharing arrangement is not workable.[33]

معاصر اسلامی مالیات میں کلی امور پر توجہ نہیں

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیتے ہیں، جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا، وہ یہی ہے کہ ان کے نزدیک معاصر اسلامی مالیات میں کمزوریاں موجود ہیں جنہیں دور کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کے چند اقتباسات پیش ہیں:

"اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ اس شعبے میں ان کی فکری مساعی کا محور وہ مسائل وامور رہے ہیں جو بینکنگ کے شعبے میں روزمرہ کی نوعیت کے تھے۔ مجموعی طور پہ وہ ان مسائل ومقدمات پر گہرا غوروخوض نہیں کرسکے جو اسلامی مالیاتی نظام کو سرمایہ دارانہ نظام سے پوری طرح الگ کرتے ہیں"۔[34]

مزید لکھتے ہیں:

"اسلامی مالیات کے شعبے سے متعلقہ فقہی ذخیرے کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک جیسے ائمہ کسی بھی منہج کو صحیح کہنے سے قبل اس سے جنم لینے والے مسائل پر بھی ضرور نظر ڈالتے تھے۔ان کی کوشش ہوتی تھی کہ کوئی بھی فیصلہ مصالح عامہ کے نقطہ نظر سے ہٹ کر نہ ہو۔امام ابو حنیفہ کا مصالح مرسلہ کا اصول

اور امام مالک کا استحسان کا اصول یہی بتاتا ہے۔لہذا اسلامی مالیات میں کسی بھی ایسے طریقہ کو مطلقا درست نہیں مانا جاسکتا جس میں منفعت پر فساد کا اندیشہ غالب ہو"۔[35]

آگے فرماتے ہیں:

"پچھلی تین دہائیوں کے دوران دیکھنے میں یہ آیاہے کہ فروعی نقطہ نظر اور محض روزمرہ کے مسائل کو محور بنانے کا نتیجہ یہ نکلاہے کہ آج اسلامی مالیاتی شعبہ اور بینکنگ نے ایسی شکل اختیار کرلی ہے جو اپنے انجام کے اعتبار سے اسی منزل پر پہنچاری ہے جہاں غیر اسلامی سودی قرضوں اور فنانس نے پہنچایاہوا تھا'۔[36]

مفتی تقی عثمانی اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے ہاں مباحث کے بعض تقابلی امتیازات کا خلاصہ

مفتی تقی عثمانی اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے ہاں اسلامی معیشت کے حوالے سے جو کتب و مقالات تصنیف کیے گئے ان کو مد نظر رکھتے ہوئے تقابلی جائزے میں جو فروق اور امتیازات نظر آئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1- موضوعات کے امتیازات

اگرچہ دونوں اہل علم کے ہاں اسلامی معاشیات کے تناظر میں 'متبادل' خاکہ پیش کرنے کا رجحان نمایاں نظر آتا ہے جس کے تحت بہت سی مباحث کے موضوعات مشترک ہیں، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ لیکن اس کے ساتھ جزئیاتی و تخصیصی سطح پر کچھ امتیازات بھی پائے جاتے ہیں جو یہ ہیں:

مفتی تقی عثمانی کی کتب میں اسلامی معاشیات کے ضمن میں کئی پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے، جن میں مختلف نظام ہائے معیشت کے خصائص اور ان پر تبصرہ، مختلف معاشی نظاموں میں دولت کی پیداوار و تقسیم کے ذرائع، کاروبار کی متنوع اقسام، کرنسی، نظامِ زر، تمویل کے طریقے، اسلام کے طریقہ ہائے تمویل، اور انشورنش، وغیرہ جیسی مباحث نمایاں ہیں۔ البتہ مجموعی طور ان مباحث کی شرح و تفصیلات ان چند کتب میں ملتی ہیں جن کا موضوع عمومی طور پہ

معیشت ہے (جیساکہ اسلام اور جدید معیشت وتجارت، ہمارا معاشی نظام اور انگریزی کی کتاب An Introduction to Islamic Finance)۔ جبکہ مفتی تقی عثمانی کی زیادہ تر کتب مخصوص موضوعات پر ہیں جن میں کسی ایک موضوع پر کلام کیا گیا ہوتا ہے۔ ان کی کتب کا مجموعی تجزیہ بتاتا ہے کہ ان کے ہاں کثرت کے ساتھ جن موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے وہ یہ ہیں:

4- نظامِ تمویل اور اسلامی طریقہ ہائے تمویل

5- متبادل بینکاری کے اصول واقدار

6- رِبا کا تصور اور سرمایہ دارانہ نظام میں دولت کی پیداوار و تقسیم۔

جبکہ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی نے اِن موضوعات پر بھی کلام کیا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ محسوس کیا جاسکتا ہے کہ ان کے ہاں اسلامی معاشیات پر بعض مباحث کا تناظر زیادہ وسیع ہے، یعنی کہ انہوں نے کچھ ایسے موضوعات پر بھی تفصیلی کلام کیا ہے جو مفتی تقی عثمانی کے ہاں اس نوع کا تفصیلی نظر نہیں آتا۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اپنی کتب اور مقالات میں ان موضوعات کو بھی زیر بحث لائے ہیں:

1- اسلامی معاشیات کا تاریخی ارتقاء

2- معاصر اسلامی بینکنگ کی تاریخ اور کوششیں

3- معاصر اسلامی معاشی نظام میں کمزوریاں اور درپیش چیلنجز

4- اسلامی معاشیات میں ریاست کا کردار

اگرچہ ان دونوں شخصیات کے ہاں معاصر اسلامی بینکنگ اور تمویل کے جائز اسالیب کی کچھ کمزوریوں پر بات کی گئی ہے، البتہ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے ہاں یہ پہلو زیادہ تفصیلی اور دوٹوک ہے۔

2- اسلوب کا فرق

اگرچہ مفتی تقی عثمانی اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، دونوں کے ہاں اسلامی معیشت اور بالخصوص اسلامی تمویلی طریقوں پر کلام کرتے ہوئے فقہی مناہج اور قدیم مصادر سے استفادہ کیا جاتا ہے، لیکن یہ بات محسوس کی گئی ہے کہ مفتی تقی عثمانی کا مجموعی منہج **فقہی** ہے، جبکہ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے ہاں اسلوب کے اعتبار سے مجموعی طور پہ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ ان کا منہج ایک **مفکر اور ماہر معاشیات** کا ہے۔

یہ فرق زبان و اسلوب کے علاوہ مصادر کے استفادے میں بھی نظر آتا ہے کہ مفتی تقی عثمانی کے ہاں قدیم فقہی مصادر سے استفادے میں اس طرف اشارات کا رجحان زیادہ نظر آتا ہے۔

3- معاصر اسلامی مالیات میں کلی امور پر توجہ

مفتی تقی عثمانی بھی اگرچہ کئی مقامات پر یہ اشارے دیتے ہیں کہ معاصر اسلامی مالیات میں بہتری کی گنجائش ہے۔ لیکن ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اس پر زیادہ اور تفصیلی انداز میں بات کرتے ہیں۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نزدیک معاصر اسلامی مالیات میں کمزوریاں موجود ہیں جنہیں دور کرنے کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پہ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ اس شعبے میں ان کی فکری مساعی کا محور وہ مسائل و امور رہے ہیں جو بینکنگ کے شعبے میں روزمرہ کی نوعیت کے تھے۔ مجموعی طور پہ وہ ان مسائل و مقدمات پر گہرا غوروخوض نہیں کر سکے جو اسلامی مالیاتی نظام کو سرمایہ دارانہ نظام سے پوری طرح الگ کرتے ہیں"۔[37]

4- مضاربہ اصل متبادل مگر ہر صورت میں مؤثر ہے یا نہیں؟

غیر سودی بینکاری کے حامی دیگر اہل علم کی طرح مفتی تقی عثمانی اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی بھی شرکت و مضاربت کو ہی اس کا اصل متبادل قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ دونوں نے اسلامی بینکنگ کے تمویلی طریقوں میں بہتری گنجائش کی بات بھی کی ہے۔

البتہ یہ فرق پایا جاتا ہے کہ مفتی عثمانی نے اپنی کتب میں مضاربت کو اصل متبادل تو قرار دیا ہے اور اس حوالے سے تحفظات کا اظہار بہت ہی کم کیا ہے۔

جبکہ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی مضاربت کو اصل متبادل تو سمجھتے ہیں لیکن انہوں نے بارہا اس کی کمزوریوں اور اس میں ممکنہ خلا کا بھی تجزیہ کیا ہے۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے ہاں مضاربہ اصل متبادل تو ہے لیکن وہ کئی مقامات پر کہتے ہیں کہ یہ ہر شکل میں کام نہیں کرے گا اس لیے اسلامی تمویل کو مزید ٹھوس بنیادوں پر کھڑا کرنے کے لیے کوششیں کرنی ہوں گی۔

اس کے ساتھ مضاربہ کے حوالے سے زیادہ اور تفصیلی تخصیصی کام ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کا ہے۔ اس کام میں ان کا ایک مقالہ Fiscal Policy and Resource Allocation in Islam کے عنوان سے اسی بحث کا ایک نمایاں حصہ ہے۔ انہوں نے اس کے اوپر اردو میں بھی با قاعدہ کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ہے 'شرکت و مضاربت کے شرعی اُصول'۔ اپنی کتاب 'مقاصدِ شریعت' میں بھی اس پہ کافی بات کی ہے۔ اس کے علاوہ اپنی کئی کتب و متعدد مقالات میں بھی اس کی تفصیلات و جزئیات کو زیر بحث لائے ہیں۔

5- حیلوں پر تحفظات

مفتی تقی عثمانی کے ہاں بھی اسلامی تمویل میں حیلوں سے بقدر سعی اجتناب کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔البتہ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی رائے ہے کہ موجودہ اسلامی تمویل کے ماڈل زیادہ تر حیلوں پر ہی بنا رکھ رہے اور یہ ایک بڑی کمزوری ہے۔مثال کے طور ایک جگہ لکھتے ہیں:

''جب اسلامی بینکنگ کی شروعات کی گئیں تو شروع میں اس کی بنیاد خالصتاً مضاربت کے اصولوں پر رکھی گئیں۔ مگر اس شکل میں کچھ شکلوں کے اندر رِسک بھی ہوتے ہیں اس لیے ایسی کسی بھی پرخطر صورتحال سے بچنے کے لیے ایسی صورتیں اختیار کرلی گئیں کہ جن میں نفع تقریباً یقینی ہو اور اس منافع کی شرح بھی پہلے سے ہی معلوم ہو۔یہ اصل میں بیع المرابحہ کی شکل تھی۔جب ایسی شکلیں اختیار کرلی گئیں تو اس سے اسلامی بینکنگ کو عوام میں پذیرائی ملنے لگی۔لہذا بیع المرابحہ، اجارہ منتہیہ بالتملیک، متوازی سلم، صکوک اور تورق جیسے طریقوں کے استعمال سے اب موجودہ بینکنگ وہ نہیں رہی ہے جو گزشتہ صدی کی پچاس اور ساٹھ کی دہائی میں تھی''۔[38]

خلاصہ و نتائج

1- مفتی تقی عثمانی اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے ہاں اسلامی معیشت کے حوالے سے جدید مباحث کی نوعیت زیادہ تر ملتی جلتی ہے۔ان دونوں اہل علم نے جدید معیشت کو اسلامی اقدار پر استوار کرنے کے لیے اصول وضع کیے اور اسلامی تمویلی طرق متعارف کرائے کہ کیسے انہیں ایک متبادل کے طور پہ پیش کیا جاسکتا ہے۔

2- دونوں اہل کے ہاں مباحث کی علمی نوعیت اور نتائج کے اعتبار سے اگرچہ کافی مماثلت پائی جاتی ہے لیکن بعض موضوعات میں ایک گونہ فرق بھی نظر آتا ہے جس کی حیثیت ایجاز وتفصیل کے تناظر میں نمایاں محسوس کی جاسکتی ہے، کہ بعض موضوعات میں نظری مباحث کا توسع مختلف ہے۔جیسا کہ مثال کے طور پہ مقاصد شریعت اور مضاربت کے مباحث میں دیکھا جاسکتا ہے۔

3- دونوں اہل علم کے ہاں اسلوب کا فرق پایا جاتا ہے۔ اگرچہ مفتی تقی عثمانی اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، دونوں کے ہاں اسلامی معیشت اور بالخصوص اسلامی تمویلی طریقوں پر کلام کرتے ہوئے فقہی مناہج اور قدیم مصادر سے استفادہ کیا جاتا ہے، لیکن یہ بات محسوس کی گئی ہے کہ مفتی تقی عثمانی کا مجموعی منہج فقہی ہے، جبکہ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے ہاں اسلوب کے اعتبار سے مجموعی طور پہ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ ان کا منہج ایک مفکر اور ماہر معاشیات کا ہے۔

4- مفتی تقی عثمانی بھی اگرچہ کئی مقامات پر یہ اشارے دیتے ہیں کہ معاصر اسلامی مالیات میں بہتری کی گنجائش ہے۔ لیکن ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اس پر زیادہ اور تفصیلی انداز میں بات کرتے ہیں۔ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نزدیک معاصر اسلامی مالیات میں کمزوریاں موجود ہیں جنہیں دور کرنے کی ضرورت ہے۔

5- اسلامی معیشت کے باب میں دونوں اہل علم کے ہاں سب سے نمایاں امتیاز یہ محسوس کیا گیا ہے کہ اسلامی تمویلی طرق میں دونوں کے مابین اصل متبادل کی شکلوں پر اتفاق کے باوجود ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی عملی سطح پہ پائی جانے والی خامیوں کو زیادہ واضح کرتے ہیں اور اس پر زیادہ رائے دیتے ہیں۔ مضاربت اور اس کے علاوہ تمویلی حیلوں پر ان کا کلام زیادہ تنقیدی ہے۔ جبکہ مفتی تقی عثمانی کے ہاں بہتری کی گنجائش کا پہلو موجود ہونے کے باوجود وہ جزئیاتی حوالے سے اتنا کلام نہیں کرتے جتنا ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے ہاں ملتا ہے۔

6- تنفیذی اور عملی اعتبار سے دیکھا جائے تو اس میں مفتی تقی عثمانی کا مجوزہ معاشی غیر سودی نظام اس وقت پاکستان اور عرب دنیا کے سینکڑوں مالیاتی اداروں نے اسے بطور تمویل نافذ کیا ہوا ہے اور اس پر او آئی سی کے ذیلی ادارے مجمع الفقہی الاسلامی کے زیر انتظام معاییر شرعیہ کی تدوین بھی عمل میں لائی گئی

ہے جس میں غیر سودی بینکاری کی بنیادوں (basics) کو ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ نجات اللہ صدیقی کی آراء پر مبنی نظام فی الواقع عملی طور پر رائج نظر نہیں آ رہا۔

حواشی و مصادر

[1] پروفیسر عبدالحمید ڈار، اسلامی معاشیات (لاہور، علمی کتابخانہ، 2009ء) 11

Prof. Abdul Hameed Dar, Islami Maashiyat (Lahore, Ilmi Kitab Khana, 2009) 11

[2] خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات (کراچی یونیورسٹی، شعبہ تصنیف و تالیف، 2012ء) 46

Khurshid Ahmad, Islami Nazriya-e-Hayat (Karachi Univesrsity, Shoba Tsneef o Taleef, 2012) 46

[3] پروفیسر عبدالحمید ڈار، اسلامی معاشیات، 12

Prof. Abdul Hameed Dar, Islami Maashiyat 12

[4] محمد انور عباسی، بینک انٹرسٹ منافع یا ربا (اسلام آباد، ایمل پبلیکیشنز، 2013ء) 82

Muhammad Anwar Abbasi, Bank Interest Munafie Ya Riba (Islamabad, Emil Publications, 2013) 82

[5] عبداللہ بن عبدالمحسن الطریقی، الاقتصاد الاسلامی (ریاض، مؤسسۃ الجریسی، 2009ء) 43

Abdullah bin Abdul Mohsin al-Tariqi, Al-Eqtisad al-Islami (Riyadh, Mosa sa Tul-Jarisi, 2009) 43

[6] دکتور سعد بن حمدان، مبادئ الاقتصاد الاسلامی (ریاض، مکتبہ جریر، 2008ء) 22

Dr. Saad Bin Hamdan, Mabadi al Eqtisad al Islami (Riyadh, Maktaba Jarir, 2008) 22

[7] صدرالدین اصلاحی، اسلامی نظام معیشت (لاہور، زاویہ پبلیکیشنز، 1999ء) 68

Sadruddin Islahi, Islami Nizam Maeshat (Lahore, Zawiya Publications, 1999) 68

[8] دیکھیے مثال کے طور پہ: مفتی تقی عثمانی، غیر سودی بینکاری (کراچی، مکتبہ معارف القرآن، 2017ء) ص 20-22، اسلام اور جدید معیشت و تجارت (کراچی، مکتبہ الفہیم، 2014ء) ص29، سود پر تاریخی فیصلہ (کراچی، سود پر تاریخی فیصلہ، 2020ء) ص 52-88، اسلامی بینکاری کی بنیادی (کراچی میمن اسلامک پبلشرز، 2014ء) ص19-40، ہمارا معاشی نظام (کراچی، مکتبہ دارالعلوم کراچی، 2017ء) ص19

Mufti Taqi Usmani, Ghair Sodi Bankari (Karachi, Maktaba Ma'rif al-Qur'an, 2017) 20-22 & etc

[9] دیکھیے مثال کے طور پہ: اسلام اور جدید معیشت و تجارت، 137-159، اسلامی بینکاری: تاریخی پس منظر اور غلط فہمیوں کا ازالہ (کراچی، الافنان، 2010ء) 30-41

Islamic Bankari :Tareekhi Pas-e-Manzar aur Ghlat Fahmion ka Izala (Karachi,Al Afnan,2010)30-41

[10] اسلام اور جدید معیشت و تجارت، 137

Islam aur Jdeed Maeshat, 137

[11] اسلامی بینکاری کی بنیادیں، 90

Islami Bankari ki Bunyaden, 90

[12]ایضا

I bid

[13]ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، مقاصد شریعت (اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی،2009ء)25

Dr. Najatullah Siddiqui, Maqasid-e- Shariat (Islamabad, Idara Tehqeeqat e Islami, 2009) 25

[14]A Vision for the Future of Islamic Economics, 5-7

[15]ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، غیر سودی بینکاری (لاہور، اسلامک پبلیکیشنز،2000ء)110-131

Dr. Najatullah Siddiqui, Ghair Sodi Bankari (Lahore, Islamic Publications,2000)110-131

[16]Issues in Islamic Banking,87

[17]مقاصد شریعت،24

Maqasad e Shari'ah, 24

[18]ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، غیر سودی بینکاری،13

Dr. Najatullah Siddiqui, Ghair Sodi Bankari, 13

[19] Current Financial Crises and Islamic Economics, 3

[20]یہ کتاب دو اجزاء پر مشتمل ہے۔

This book consists of two parts

[21]مفتی تقی عثمانی، اسلامی بینکاری کی بنیادیں،15

Mufti Taqi Usmani,Islami Bankari ki Bunyaden 15

[22]دیکھیے مثال کے طور پہ: غیر سُودی بینکاری، ص78-213، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، ص29، سُود پر تاریخی فیصلہ، ص52-88، اسلامی بینکاری کی بنیادیں، ص190-240، ہمارا معاشی نظام، ص107

Ghair Sodi Bankari 78-213,Islam aur Jadeed Maishat,p.29,Sood Par Tareekhi Faisla,p.52-88,Islami Bankari ki Bunyadeen,p.190-240, Hamara Maashi Nizam,p.170

[23]مفتی تقی عثمانی، اسلامی بینکاری کی بنیادیں،24

Mufti Taqi Usmani,Islami Bankari ki Bunyaden, 24

[24]مفتی تقی عثمانی، غیر سودی بینکاری، ص76

Mufti Taqi Usmani, Ghair Soodi Bankari.,p. 76

[25]مفتی تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت،22، مفتی تقی عثمانی، ہمارا معاشی نظام،85

Mufti Taqi Usmani, Hamara Ma,ashi Nizam,Islam aur Jadeed Maishat. 85

[26]Mufti Taqi Usmani, An Introduction to Islamic Finance (Karachi, DarulIshat, 2021) 113-114

[27] An Introduction to Islamic Finance (Karachi, DarulIshat, 2021) 166

[28]مقاصد شریعت،28

Maqasad e Shari'ah, 28

[29]ایضا،30

I bid 30

[30]ایضا،212

I bid 212

[31]Dr. Nijatullah Siddiqui, Issues in Islamic Banking, 49

[32]Dr. Nijatullah Siddiqui, Islamic Banks: Concept and Prospects (An Article)

[33]Dr. Ziauddin, Munawer Iqbal, Faheem Khan, Money and Banking in Islam, 225

[34]مقاصد شریعت،216

Maqasad e Shari'ah, 216

[35]ایضا،216

I bid 216

[36]ایضا،217

I bid 217

[37]مقاصد شریعت، 216

Maqasad e Shari'ah, 216

[38]ایضا، 212

I bid 212